خدام الاحمدیہ کے قیام سے وابستہ توقعات

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدام الاحمدیہ کے قیام سے وابستہ توقعات

(فرمودہ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۴۹ء برموقع افتتاح سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''خدام الاحمدیہ کے قیام سے میرا مقصد دراصل یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح ہمارے نوجوانوں میں وہ روحانیت پیدا ہو جائے کہ وہ قوم کی آئندہ اپنے کندھوں پر پڑنے والی ذمہ داریوں کو اُٹھا سکیں۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہماری جماعت کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے اور نہ ہی مذہبی جماعتیں کبھی سیاست کے تابع چلا کرتی ہیں بلکہ سیاست خود اُن کی غلامی میں پناہ ڈھونڈا کرتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے اپنے وطن کے گذشتہ سیاسی بحران میں بھی محض تعاون اور قوم کے نیک طبیعت اکابر کی اعانت ہی کو کافی سمجھا اور باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے سے ہمیشہ پہلو تہی اختیار کی۔

باؤنڈری کمیشن کے ایام میں میں خود مدد کرتا رہا۔ پھر مصائب سے پُر ایام میں بھی ہم نے ہر ممکن اعانت کی لیکن اِس کے باوجود ہم بحیثیت جماعت کسی سیاسی پارٹی میں مدغم نہیں ہوئے بلکہ اس سے آزاد رہ کر صرف جائز حد تک تعاون ہی کو کافی سمجھا کیونکہ مومن کبھی کسی ایسی چیز یا سرگرمی میں انہماک پسند نہیں کرتا جو اللہ اور اس کے رسول کی غلامی کے جوئے کو پوری طرح اپنی گردن پر نہ رکھے۔

ہماری جماعت ایک روحانی جماعت ہے اور ہر مذہبی تحریک کی بنیاد روحانیت ہی پر ہوا کرتی ہے یہی وجہ تھی کہ جب میں نے خدام الاحمدیہ قائم کی تو میرا مقصد محض یہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح صحیح معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا سیکھ لے۔ لیکن افسوس اس نے اس رنگ میں میری

توقعات کو پورا نہ کیا جس رنگ میں کہ میں چاہتا تھا۔ حالانکہ میں نے ان کی سرگرمیوں کا ایک ماں کی آنکھ سے جائزہ لیا۔ اُس ماں کی طرح جس کی نظر ہمیشہ اپنے بچے کے حسن ہی پر پڑتی ہے خواہ وہ اُس کے عملی جسم کے کسی کونے میں ہو۔ میں چاہتا تھا کہ یہ باقاعدہ اور باجماعت نمازی بن جائیں، ان میں تہجد گزاری کا شوق بڑھ جائے، ان کو تبلیغ دین کا چسکا پڑ جائے اور یہ دین کے لیے قربانی وایثار کے مجسمے بن جائیں۔ لیکن خدام الاحمدیہ نے میری اِن تمام توقعات کو اُس حد تک پورا نہ کیا جس حد تک میں چاہتا تھا کہ ہو۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ موجودہ تنظیم کو بدل کر ایک نئے رنگ میں ڈھال دیا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ اِن میں روحانیت کے وہ تمام جوہر پیدا ہو جائیں جو پیدا کرنا اِس تنظیم کے قیام کے وقت مقصود تھا۔ چنانچہ اِس نئے فیصلے کے مطابق آئندہ کے لیے مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر میں ہوا کروں گا اور شوریٰ کی طرح اس کے اجتماع بھی میری ہی صدارت میں ہوا کریں گے۔ سوائے اس کے کہ میں موجود نہ ہوں اور کسی کو اپنی طرف سے نگران مقرر کر دوں۔

(اس کے بعد آپ نے خدام الاحمدیہ کے گزشتہ سال کے انتخابِ صدر کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا)

مجھے افسوس ہے کہ خدام الاحمدیہ کے قواعد وضوابط کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے دو چالیس سال سے زائد عمر کے خدام کا نام پیش کیا گیا۔

(حضور نے فرمایا)

''خدام الاحمدیہ ایک روحانی جماعت ہے لہٰذا اِس سے توقع کی جاتی ہے کہ یہ روحانی تقاضوں کو پورا کرے۔ لیکن صدارت کے انتخاب میں جس بے پرواہی سے کام کیا گیا ہے اُس سے میں سمجھتا ہوں کہ خدام یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا صدر بھی محض ایک نمبردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے اِس دفعہ صدارتی انتخاب کی کارروائی کا جائزہ لیا تو مجھ پر یہ اثر پڑا کہ مختلف مجلسوں نے نام پیش کرتے ہوئے اِس روح کو مدنظر نہیں رکھا جس کے قیام کے لیے خدام کی تحریک جاری کی گئی تھی۔ محض بڑے خاندان کا فرد ہونا نام تجویز کرنے کے لیے کافی سمجھا گیا ہے۔ پس یہ دیکھ لیں کہ فلاں نوجوان مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور اُس کا نام تجویز کر دیا حالانکہ دیکھنا

یہ چاہیے کہ اُس کا عمل اسلام اور احمدیت کی شان کے مطابق ہے یا نہیں؟ کیونکہ اگر کوئی نمازوں کا پابند نہیں اور دین کی خدمت کے لیے ہر وقت پیش پیش نہیں رہتا تو وہ محبت کی بجائے نفرت کا مستحق ہے۔ بلکہ اہل بیت کے معاملے میں تو قرآن کریم کا ارشاد نہایت ہی سخت ہے کہ اگر وہ کوئی غلطی کریں گے تو اُنہیں دُگنی سزا ملا کرے گی۔ میں نے دیکھا کہ صدارت کے لیے بعض نام محض اِس لیے تجویز کر دیے گئے کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں حالانکہ جب تک مذہب کی صحیح روح کسی شخص میں پیدا نہ ہو جائے اُس وقت تک کوئی صحیح مومن نہیں ہو سکتا۔

(حضور نے فرمایا)

بعض لوگ ماں باپ اور رسولوں کے مقام بیان کرتے وقت نہایت غلو کر جاتے ہیں اور بعض انتہائی خشکی بھی برتتے ہیں لیکن چاہیے یہ کہ حفظِ مراتب رہے اور ہر چیز اپنے مقام پر ہو۔ اِس طرح کہ اس کے نتیجے میں احمدیت کو کوئی فائدہ پہنچے ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ:

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

(حضور نے فرمایا)

میرے نزدیک بہت ہی کم جماعتوں نے صحیح طور پر کام کیا ہے۔ لہٰذا میرے سامنے دو ہی صورتیں تھیں۔ اس تحریک کو ختم کر دوں یا درست کرنے کی کوشش کروں۔ اِن دونوں صورتوں میں سے میں نے درست کرنے کی کوشش کو اوّل پر ترجیح دی۔ اب میں اِس مجلس کا براہِ راست صدر ہوا کروں گا۔ اور ایک نائب صدر جو مجلس مرکزیہ کا ممبر ہوا کرے گا میرے احکام کی تنفیذ کیا کرے گا۔ نائب صدر کا یہ کام ہوگا کہ وہ تمام مجالس سے میرے احکام یا کمیٹی کے فیصلوں کی تعمیل کرایا کرے۔ اِسی طرح مرکز میں ایک مستقل سیکرٹری ہوا کرے گا جس کے لیے چالیس سال کی عمر کی قید نہیں ہوگی۔ پھر ہر صوبے کا علیحدہ ایک ایک نائب صدر اور ایک ایک سیکرٹری ہوگا۔ ہر سال مرکز میں دو دفعہ چودہ چودہ دنوں کے لیے تربیتی کورس ہوا کریں گے جن میں خدام تربیت حاصل کر کے اپنی اپنی مجالس میں دوسرے خدام کو تربیت دیا کریں گے۔

(حضور نے فرمایا)

ان تمام اخراجات کا بجٹ خدام کو خود پورا کرنا ہوگا۔ ہر ملازم، تاجر اور زمیندار اپنی آمد پر

ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے دیا کرے گا۔ سکول کے طلباء میں سے پرائمری والے دو پیسے، مڈل والے ایک آنہ اور ہائی سکول کے طلباء ڈیڑھ آنہ کے حساب سے چندہ ادا کیا کریں۔ کالج کے طلباء چار آنے ماہوار کے حساب سے چندہ ادا کیا کریں۔ عہدیداری کے لیے سب سے بڑی شرط دینداری ہوگی۔ ہر ووٹر کو ووٹ دیتے ہوئے باقاعدہ شہادت دینی پڑا کرے گی کہ یہ شخص اُس کے علم میں کیا واقعی پنجوقت کا نمازی ہے، راست باز ہے، غرباء پرور ہے، جھوٹا نہیں اور پابند نظامِ سلسلہ ہے۔

(آخر میں آپ نے فرمایا کہ)

چونکہ اب میں صدر رہوں گا لہٰذا اگر میری صحت نے اجازت دی تو میں آپ کے پروگرام میں حصہ لے کر بعض اور موقعوں پر خطاب کروں گا چونکہ پُرانے نظام کو سمجھنا اور اُس سے فائدہ اُٹھانا ضروری ہے تاکہ جو اچھا کام ہو چکا ہے وہ ضائع نہ ہو اِس لیے اِس سال کے لیے میں مرزا ناصر احمد ہی کو نائب صدر مقرر کرتا ہوں۔ سیکرٹری کی سفارش آپ لوگ کریں۔ اگر اُسے معقول سمجھوں گا تو میں مقرر کر دوں گا ورنہ واقفین میں سے یا جس کو اِس کام کے اہل سمجھوں گا مقرر کر دوں گا۔ جسے دوسرے وکیلوں اور ناظروں کی طرح تبدیل بھی کیا جا سکے گا لیکن اس کے لیے عمر کی شرط نہیں ہوگی۔''

(تقریر کو ختم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا)

''احمدی نوجوان کے معنی یہ ہیں کہ اُسے اپنی زبان پر قابو ہو، وہ محنتی ہو، وہ دیندار ہو، وہ پنجوقت کا نمازی ہو، وہ قربانی و ایثار کا مجسمہ ہو اور کلمۂ حق کو زیادہ سے زیادہ پہنچانے میں نڈر ہو۔ بے شک یہ لیفٹ رائٹ بھی بُری چیز نہیں لیکن خواہ کوئی چیز کتنی ہی اچھی ہو پھر بھی ہر چیز اپنے مقام پر ہی زیب دیتی ہے۔'' (الفضل یکم نومبر ۱۹۴۹ء)